مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
المتوفی سنہ ۱۱۲۶ھ

ناشر
حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ
۱۸۶-شادمان-۲ ○ لاہور

مجموعۃ الاسرار

حصہ

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۳۶ھ

○

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۲ ○ لاہور

نام کتاب ——— مجموعۃ الاسرار

مصنّف ——— تاج العارفین حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ

مُترجِم ——— پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے

تقریظ ——— سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)

تعارف ——— صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی

کتابت ——— ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری

فوٹوگرافی ——— جتندر کمار بہل کھتری پنجابی باغ

دہلی (بھارت)

ناشر ——— صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

تاریخ اشاعت ——— اپریل ۱۹۸۶ء

مطبع ——— قومی پریس، ۵۰ لوئر مال، لاہور

ہدیہ ——— مبلغ یک صد روپیہ
بار

ملنے کے پتے

(۱) صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹،
رام نگر، لاہور ۱۲ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیبُ الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔

فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبدالرحمٰن شامی، سکیلزمین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروزپور روڈ، لاہور

فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

بخشش کردہ عظ ونصیحت سے سرفراز فرمائیں۔

فائدہ:۔ مرتبۂ ولایتِ خاص میں نایافت مطلوب ہے، اس لیے توجہ معدوم نہیں، بلکہ گم ہے۔ یعنی معمولی سے توجّہ ہے، لیکن معلوم نہیں ہوتی۔ جانتا ہے کہ معدوم ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل رہبری کرتا ہے، تو توجہ مفقود یعنی توجۂ خفی پر اطلاع پا لیتا ہے۔ اس وقت سمجھ جاتا ہے کہ ابھی توجہ باقی ہے، اور جب توجہ باقی ہوتی ہے، تو اس کا حصول بھی اللہ کے فضل سے باقی ہوتا ہے۔ ولایتِ انبیا کا آغاز ظہور فرماتا ہے اور توجۂ خفی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جب ولایتِ اخص (خاص الخاص) میں علمِ لدنی کی تعلیم سے ابھی بہرہ مند نہیں ہوتا، تو علمِ حصولی، خفی ہوتا ہے، اور علم حصولی سے کام نامکمل ہوتا ہے، اور ولایتِ انبیا میں علم حصولی ہر لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی علم حضوری سے شرف یاب ہوتا ہے، اور مجبوراً توجہ معدوم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

میرے عزیز! مفقود و معدوم توجہ کا بیان لکھنا اور کہنا آسان ہے، لیکن اس کی پوشیدہ بصیرت کو اگر اللہ کا فضل بے توجہی کی نسبت بخش دے، تو یہ ایک نادر بات ہے، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ہے۔ تنہائی کی متخیلہ بات کو کہنا آسان ہے، لیکن اس تک پہنچنا میرے نزدیک بہت مشکل ہے۔

مکتوب: ۷۹

شیخ عبد الغنیؒ کے نام جو حاجی حرمین الشریفین میاں فیروز شاہؒ کے مخلصین میں سے ہے، لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ وسلام اس کے حبیب پر جو اُسی شے کا علم رکھتا ہے، جسے اللہ نے دیا ہے۔ سلام اس

کی آل پر اور صحابہ پر جو امت کے بہترین لوگ ہیں جنہوں نے کشف الغطا کے ذریعے حق کو پایا۔

میرے مشفق بھائی شیخ عبدالغنیؒ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث کی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "احمد بلامیم" ہوں اور اس کی شرح میں بعض عزیزوں نے فرمایا ہے کہ جب لفظ احمد سے حرف 'م' کو نکال دیا جائے تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور میم کا حلقہ حلقۂ عبدیت کو ظاہر کرتا ہے، اور ثبوت فراہم کرتا ہے اور جب آنحضرت کی ذاتِ پاک نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرلی اور اضافات و غیریت سے فارغ ہو گئی، تو پھر دوئی نہ رہی، اس وقت سوائے 'احد' کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ عینیت کے قائلوں نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں آنحضرت کو عینیت کے قائلین پر جو اولیائے متاخرین ہیں، کوئی بزرگی نہیں رہتی۔ اور ہمارے طریقۂ عالیہ کے بزرگوں نے (خدا ان کے اسرار پاک رکھے) نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں۔

میرے عزیز! اس بے سروسامان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس قسم کی عبارت میں جو رموز و اشارات پر مبنی ہے، کوئی دخل دے، تاہم میں نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا ہے، اور امانت رہ گیا ہے، اسے بیان کرتا ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے، کہ حضراتِ انبیاءؑ کی ذات مغلوبیت اور عینیت کے مرتبے سے ماورا ہے، وہاں صرف صحوِ خالص، عبدیت اور التجا ہے، اس لیے جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مطلب صحوِ خالص کے اعتبار سے یہ ہے، کہ "میں تمہاری طرح ایک بندہ ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے فضل سے غیب کا علم مجھ پر وحی کرتا ہے، اس لیے علم لدنی کے مخصوص علم کی تعلیم سے میں "احمد بلامیم" ہوں اور میم سے مراد مثل ہے۔ یعنی میں ایسا اللہ کی حمد کرنے والا ہوں، جس کی کوئی مثل نہیں، اور جس کا حمد میں کوئی شریک نہیں، بلکہ جو شخص بھی

اللہ کی حمد کرتا ہے، وہ میری حمد کے کمالات میں سے ایک کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔

حاشیہ: میں احمد بلا میم ہوں یعنی میں اپنی آرزو اور امید سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اس وقت میں حق کے ساتھ ہوں، اس لیے حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہوں۔ اب جو کچھ میں کہتا ہوں، حق کے فرمان کے مطابق کہتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ باقی ہوں۔ اس طرح عینیت لازم نہیں آتی۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

مکتوب : ۸۰

فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کی خدمت میں بعض سوالات کے جوابات ہیں۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ سلامتی صرف اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس عقیدت مند اور سعادت کیش کی طرف سے جو فقر کی نعمت سے صاحبِ افتخار ہے، دو خطوط یکے بعد دیگرے وصول ہوئے جن میں بعض امور کی کشائش اور دلجمعی کا حصول شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ دوسرے کے عروج میں پہلے کا نقصان پورا ہو، اور جو کچھ شرافت کے سایہ سے مطلوب ہے، اس کی حقیقت کھل جائے، اور اسے ترقی ملے۔ پہلا واقعہ جس نے دل پر ہجوم کیا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے گناہوں کی عادت پڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے گا) سے کچھ حصہ عطا کیا ہے اور اس آیت کے آخر میں کہ "جو بعد میں ہوں گے، امیدوار ہیں"۔ ایک عمدہ واقعہ ہے، اور یہ جو بھیڑ کو آپ کے سامنے چیر پھاڑ کیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی مثال حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہے۔ وہ شدید تکلیفیں جو آپ کے وجود